در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسنا کے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

# الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ
بیادگار حضرت آقائے ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۲۶۹

پندرہ روزہ

# الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۶۵ — جلد نمبر ۱۴

یکم تا ۱۵ ستمبر ۱۹۹۹ء — مطابق جمادی الاول ۱۴۲۰ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے بکر آت پشاور سے شائع کیا

## فہرست مضامین


| نمبر شمار | عنوان | مضمون نگار | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| (۱) | شذرہ | غلام دستگیر | ۲ |
| (۲) | نعت شریف | علامہ عبد الصمد صارم الازہری | ۴ |
| (۳) | تفسیر القرآن الحسنیہ | مدیر اعلیٰ | ۵ |
| (۴) | انوار علی کرم اللہ وجہہ الکریم | مدیر اعلیٰ | ۷ |
| (۵) | شہہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم | الحاج صوفی مشتاق احمد | ۱۰ |
| (۶) | غزل | سید معین الدین شاہ گولڑوی | ۱۳ |
| (۷) | اقبال بحضور امام الانبیاء | سید محمد انور شاہ قادری | ۱۴ |
| (۸) | یا ساریۃ الجبل کی تحقیق | مولانا محمد حسن علی رضوی | ۲۴ |
| (۹) | استفتاء (چلتی گاڑی میں ادائیگی نماز) | مفتی خلیل الرحمان قادری | ۲۸ |

شذرہ

# عالمِ اسلام میں اتفاق و اتحاد کی ضرورت

غلام دستگیر

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

بین الاقوامی حالات پر سرسری نظر ڈالی جائے تو دیکھنے میں آتا ہے کہ ہر طرف مسلمانوں کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ داغستان کے مسلمانوں کو آزادی، جو کہ ان کا بنیادی حق ہے، سے محروم رکھنے کے لئے روس اپنی بھرپور فوجی طاقت کا استعمال کر رہا ہے، بوسنیا میں مسلمانوں کی نسل کشی کی جا رہی ہے، امریکہ طاقت کے نشے میں آئے روز عراق کے بے گناہ شہریوں پر بمباری کر رہا ہے، کشمیر کی تحریک آزادی کو دبانے کے لئے بھارت نے ہر قسم کے جدید اسلحہ سے لیس سات لاکھ فوج کشمیر میں اتار رکھی ہے اور سب سے افسوسناک بات افغانستان میں مسلمان کے ہاتھوں مسلمان کا قتل عام ہے۔

ہمارا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی بجائے سارے کا سارا الزام امریکہ اور مغربی ممالک پر دھر دیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ممالک مسلمانوں کی تباہی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے مگر کیا ہم نے کبھی اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھا ہے کہ اس ابتری میں ہمارا اپنا کتنا ہاتھ ہے۔

اب ذرا اسلامی ممالک پر نظر ڈالئے۔ کویت، سعودی عرب، برونائی دارالسلام، متحدہ عرب امارات، عراق وغیرہ اگر معدنی دولت سے مالا مال ہیں تو دوسری طرف ایران، عراق، مصر، شام اور پاکستان وغیرہ عسکری لحاظ سے دنیا کے مضبوط ملکوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اس طرح ملائیشاء اور انڈونیشا صنعتی لحاظ سے کافی ترقی کر چکے ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کو ہر محاذ پر ذلت آمیز حالات کا سامنا ہے؟ کیا وجہ ہے کہ کارگل کی پہاڑیوں پر قابض مجاہدین کو امریکہ کے ایک اشارے پر واپس بلا لیا جاتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ سعودی عرب کو اپنی پاک سرزمین کی حفاظت کے لئے امریکہ اور یورپی ممالک کی مدد لینی پڑ رہی ہے؟

کیا یہ ہماری باہمی نا اتفاقی اور ناچاقی نہیں ہے جو ہمیں ان حالات سے دوچار کئے ہوئے

ہے۔ پچاس کے قریب اسلامی ممالک سلامتی کونسل میں اپنے لئے ایک منفقد نشست تک حاصل نہیں کر سکتے۔ اقوام متحدہ میں مسلمانوں کی بہتری سے متعلق پیش کیا گیا بل پانچ ویٹو پاور میں سے کسی ایک کی عدم منظوری کی وجہ سے مسترد ہو سکتا ہے۔ کیا ایسے حالات میں اقوام متحدہ سے منسلک رہنا دانشمندی ہے؟ اسلامی ممالک آپس میں بھائی چارے اور اتفاق کی فضاء قائم کر کے اقوام متحدہ کی طرز پر اسلامی ممالک کی تنظیم کو موثر اور فعال ادارہ کیوں نہیں بناتے جو مسلمانوں کے تحفظ کو یقینی بنائے۔

خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے؟ تیرے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے؟
عبث ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں تو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے؟

ایران اور سعودی عرب کو سوچنا چاہئے کہ ان کی باہمی چپقلش ملتِ اسلامیہ کے لئے کس قدر نقصان دہ ہے، عراق اور کویت کو بھی ایک دوسرے کی آزادی اور خود مختاری کا پاس رکھنا چاہئے، افغانستان میں اقتدار کے لئے برسرپیکار دھڑوں کو آپس میں اتحاد اور یگانگت کا رویہ پیدا کرنا چاہئے۔ یہی ایک راستہ ہے کہ آپس کے اختلافات کو دور کر کے یک جان ہو کر عالمِ اسلام کو درپیش خطرات کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

---

## پناہ بخدا

فیض لودھیانوی مرحوم و مغفور

میں کسی سے فریب کھا جاؤں | اے خدا وہ گھڑی نہ لانا تو
دشمنوں کی روش تو ظاہر ہے | دوستوں سے مجھے بچانا تو

---

## تصحیح

گذشتہ شمارہ "غوثِ اعظم نمبر" میں صفحہ ۱۱۲ پر محبوب الٰہی عطا صاحب کی رباعی طارق سلطانپوری کے نام سے چھپ گئی ہے۔ اس غلطی پر ادارہ الحسن اپنے قارئین سے معذرت خواہ ہے۔

## سلام بحضور سیدنا خیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حضرت قاضی علامہ عبد الصمد صارم الازہری

السلام اے سرورِ عالی نسب
السلام اے خسروِ والا حسب
السلام اے شمعِ بزمِ اهتداء
السلام اے سروِ گلزارِ عرب
السلام اے گلشنِ راہ و نشاط
السلام اے بلبلِ باغِ طرب
السلام اے هادی و سردارِ خلق
السلام اے طالب و مطلوبِ رب
السلام اے منبعِ تہذیب و عدل
السلام اے معدنِ علم و ادب
السلام کے باعثِ فضلِ خدا
السلام اے خلقِ عالم را سبب
السلام اے حامیٔ حُب و وداد
السلام اے ماحی جور و غضب
السلام اے اعتبارِ دودماں
السلام اے افتخارِ جد و اب
السلام اے بانیٔ علم و عمل
السلام اے مصلحِ اُمی لقب
السلام اے مظہرِ امن و اماں
السلام اے ناظمِ ملکِ عرب

گذشتہ سے پیوستہ

# تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلیٰ

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (۱۸۷)

**ترجمہ:** حلال کی گئی ہے تمہارے لئے رمضان کی رات تاکہ تم اپنی بیویوں کے ساتھ ہم بستری کرو وہ تمہارا پردہ ہیں اور تم ان کا پردہ ہو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس بات کو کہ تم اپنی جانوں پر خیانت کرتے تھے۔ پس اللہ جل جلالہ نے تم پر رحمت کے ساتھ رجوع فرمایا اور تمہیں معاف کر دیا پس اب اپنی عورتوں کے قریب جاؤ اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تمہارے لئے مقرر کر رکھا ہے اسے تلاش کرو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صبح کاذب سے صبح صادق نمودار ہو جائے پھر مغرب تک روزے کو پورا کرو اور جبکہ تم مساجد میں اعتکاف کر رہے ہو تو عورتوں کے قریب نہ جاؤ یہ اللہ تعالیٰ کے قوانین ہیں پس ان کو نہ توڑو اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام لوگوں کے لئے واضح طور پر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نیکوکار ہو جائیں (۱۸۷)

**حل لغت:** احل: حلال کر دی گئی، جائز کر دی گئی، واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے، ماضی مجہول ہے، احلال اس کا مصدر ہے۔ الرفث: جماع کرنا، عورتوں سے بے پردہ ہو کر اختلاط کرنا، بے پردہ ہونا، فحش گوئی کرنا۔ تختانون: جمع مذکر حاضر مضارع کا صیغہ ہے، تم خیانت کرتے تھے، تم نافرمانی کرتے تھے، اختتان اس کا مصدر ہے۔

**تفسیر:** اس آیہ کریمہ میں اللہ جل جلالہ احکام الٰہی کی طرف مسلمانوں کو متوجہ فرماتا ہے کہ رمضان مبارک میں تم ایسے کام بھی کرتے ہو جن سے اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ حالانکہ تمہارے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے روشن

ہیں کوئی بھی چیز اس کی ذاتِ اقدس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ لہذا ایسے امور میں اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی نہ کرو، چنانچہ ان میں سے ایک یہ بھی امر ہے کہ تم رمضان مبارک کی راتوں میں دن کے دوران اپنی بیوی سے ہم صحبت نہیں ہو سکتے اسی طرح رات کے دوران بھی بیوی سے ہم بستر ہونا اور اس کے ساتھ وظیفہ حیات کرنا منع ہے مگر تم لوگ رات کے وقت اپنی عورتوں کے قریب جاتے ہو، ہم صحبت ہوتے، ہم بستر ہوتے ہو اور وظیفہ حیات کرتے ہو تو تمہارا یہ امر اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے چھپا ہوا نہیں ہے اور اللہ جل جلالہ کے حکم کی نافرمانی اور اپنے نفوس کی خیانت کرنا اس کے حضور میں واضح ہے۔ لہذا کمال شان رافت و رحمت سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس گناہ، نافرمانی اور خیانت کو معاف فرمایا اور نہایت بخشش و عطا کے ساتھ تم پر رجوع فرماتے ہوئے تمہاری توبہ کو قبول فرمایا اور حکم دیا کہ اب تم رمضان مبارک کی راتوں کو اپنی بیویوں کے پاس جا سکتے ہو اور وظیفہ حیات پورا کر سکتے ہو اور یہ بھی اس وقت تک جب کہ صبح کاذب کے غائب ہونے کے ساتھ صبح صادق طلوع ہو، ساتھ ہی ساتھ یہ بھی حکم کیا کہ تم تمام رات اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے کھاؤ بھی اور پیو بھی مگر صبح صادق تک، صبح صادق کے طلوع ہونے کے ساتھ ہی مغرب کی تاریکی آنے تک روزے کو پورا کرو، نہ کھاؤ، نہ پیو اور نہ ہی اپنی عورتوں کے قریب جاؤ۔ مگر اس کے ساتھ یہ حکم بھی دیا کہ اگر تم رمضان مبارک کے آخری عشرے میں ہر طرف سے یکسو ہو کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنی مساجد میں (ان مساجد میں جن میں پانچ وقت باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے) یادِ الٰہی کے لئے معتکف ہو جاؤ تو پھر اس عشرہ میں رات کے وقت بھی تم عورتوں کے ساتھ اختلاط نہیں کر سکتے اور اللہ جل جلالہ نے تنبیہ فرمائی اور پوری توجہ دلائی کہ یہ قوانین خداوندی ہیں ان کو توڑنے کے لئے ان کے قریب بھی نہیں جانا، توڑنا تو درکنار اس مقام پر لفظ قریب استعمال فرمایا یعنی نافرمانی کا گمان تک بھی نہیں لانا اس کے بعد اللہ تعالیٰ عامہ انسانیت کو ان کی بھلائی کے لئے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ تمام احکام عام انسانوں کے لئے بغیر کسی شک وشبہ، عجب اور تردد کے کھول کھول کر اور واضح کر کے بطریق احسن بیان کر دیئے گئے ہیں تاکہ وہ لوگ اس پر عمل پیرا ہو کر ایمان کی دولت پائیں۔ ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت کی دولت پائیں اور اعمال صالحہ سے مزین ہوں۔

بیہقی وقت، عالم علوم شرعیہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (باقی صفحہ ۹ پر)

گذشتہ سے پیوستہ

# انوارِ علی ـــــ کرم اللہ وجہہ الکریم

مدیر اعلیٰ

**حدیث نمبر: ۱۳/ ۱۸۴:** اخبر نا قتیبة بن سعید قال حدثنا ابن عدی عن ابن عون عن محمد عن عبیدة قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لولا ان تبطروا انباتکم ما وعد اللہ الذین یقتلونهم علی لسان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلت انت سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ای و رب الکعبة ای و رب الکعبة ای و رب الکعبة۔

ترجمہ: محمد بن عبیدہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (جناب) علی (المرتضیٰ) رضی اللہ عنہُ نے ارشاد فرمایا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم فخر کرتے تو البتہ میں تم کو خبر دیتا اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے قتل کرنے کا وعدہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے دلایا ہے۔ میں نے کہا کہ کیا تو نے یہ حدیث حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے تو کہا ہاں ربِّ کعبہ کی قسم، ہاں ربِّ کعبہ کی قسم، ہاں ربِّ کعبہ کی قسم۔

**حل لغت:** بطر: اِترانا، فخر کرنا، تکبر کرنا۔ ای: حرفِ ایجاب ہے بمعنی ہاں۔

**تشریح:** ارشاد ہے "اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے قتل کرنے کا وعدہ جناب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے دلایا ہے" یعنی ان خوارج کے قتل کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے وعدہ کیا ہے۔

صحیح رجال اسنادہ ثقات من رجال الشیخین [1]

**حدیث نمبر ۱۴ / ۱۸۵:** انبانا احمد بن شعیب قال اخبر نا اسماعیل بن مسعود قال حدثنا المعتمر بن سلمان عن عون قال حدثنا محمد بن سیرین قال قال عبیدة السلمانی لما کان جئت اصیب اصحاب النهروان قال علی

---

[1] احمد میرین البلوشی صفحہ ۱۹۳۔

ابتغوہ فیھم فانھم ان کان من القوم الذین ذکرھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فان منھم رجل مخدج الید او مثدون الید او مؤدن الید فابتغیناہ فوجدناہ فدللناہ علیہ فلما راہ قال اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر لولا ان تبطروا ثم ذکر کلمۃ معناھا لحدثتکم بما قضی اللہ عز و جل علی لسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لمن ولی قتل ھولاء قلت انت سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ای و رب الکعبۃ ثلاثاً

**ترجمہ :** محمد بن سیرین نے فرمایا کہ عبیدہ سلمانی فرماتے ہیں کہ جب میں آیا اصحاب نہروان قتل ہوئے تو حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) نے فرمایا کہ ان میں اس شخص کو تلاش کرو۔ سو اگر وہ لوگ وہی ہیں جن کا بیان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تو یقیناً ان میں ایک ناقص ہاتھ والا آدمی ہے۔ یا پستان کی طرح ہاتھ والا یا کم ہاتھ والا۔ پس ہم نے اس کو تلاش کیا تو ہم نے اسے پا لیا۔ پھر اسے جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ کو بلایا سو جب جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ نے اس کی لاش کو دیکھا تو تین بار نعرہ تکبیر بلند فرمائی۔ اگر یہ بات نہ ہو کہ تم فخر کرتے تو البتہ میں تم کو بیان کرتا وہ بات جو اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے فیصلہ فرمایا ہے اس شخص کے متعلق کہ والی ہوا ان کے قتل کا۔ میں نے کہا کہ تو نے یہ حدیث شریف حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خود سنی ہے اس نے کہ کہا ہاں، تین بار رب کعبہ کی قسم کھائی۔

**تشریح :** ارشاد ہے "کہ جب میں آیا" یعنی عبیدہ سلمانی فرماتے ہیں کہ جنگ نہروان کے دن جس وقت میں آیا۔ ارشاد ہے "اس شخص کو تلاش کرو" یعنی ان لاشوں میں اس شخص کی لاش کو تلاش کرو۔ ارشاد ہے "کم ہاتھ والا" یعنی وہ خارجی کہ جس کی علامت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی تھی۔

صحیح رجالہ رجال الشیخین سوائے اسماعیل بن مسعود و ھو ثقۃ[1]

**حدیث نمبر ۱۵ / ۱۸۶ :** انبانا محمد بن عبید بن محمد قال حدثنا ابو مالک

---

[1] البلوشی صفحہ ۱۹۴

وھو عمرو بن ھاشم عن اسماعیل وھو ابن ابی خالد قال اخبرنی عمرو بن قیس عن المنھال بن عمرو بن زر بن جیش انہ سمع علیاً رضی اللہ عنہ یقول انا قباب عین الفتنۃ لولا انا قوتل اھل النھروان لولا انی اخشی ان تترکوا العمل لاخبرتکم بالذی قضی اللہ عزوجل علی لسان نبیکم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لمن قاتلھم مبصر الصلوتھم عارفاً بالھدی الذی نحن علیہ

**ترجمہ:** زر بن جیش سے روایت ہے یہ کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے کہ میں فتنہ کے چشمہ کا محافظ ہوں۔ اگر میں نہ ہوتا تو یہ نہروانی نہ مارے جاتے۔ اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہو کہ تم کام چھوڑ بیٹھو گے البتہ میں تم کو اس سے خبردار کرتا جو کچھ اللہ عزوجل نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارکہ پر جاری کیا ہے جو ان کی نماز کو دیکھنے والا ہے اور اس کی ہدایت کا عارف ہے کہ جس پر ہم ہیں۔

**حل لغت:** قباب: محافظ۔

**تشریح:** ارشاد ہے "اگر میں نہ ہوتا تو یہ نہروانی نہ مارے جاتے" یعنی ان خارجیوں کو قتل کر کے اس فتنہ کو میں نے ختم کیا اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے محفوظ کر لیا اور بچا لیا۔ (جاری ہے)

---

**بقیہ: تفسیر القرآن الحسنیہ**

وابتغوا ما کتب اللہ لکم۔۔ الخ۔ کی تفسیر کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں

تدل الآیۃ علی انہ ان جامع رجل امراتہ ینبغی ان یرید بہ الولد دون قضاء الشھوۃ فحسب حیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم رواہ ابوداؤد والنسائی عن معقل بن یسار "[1]

(یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ جب کوئی شخص اپنی عورت سے مجامعت کرے تو مناسب یہ ہے کہ مجامعت سے اولاد کی نیت کرے صرف اپنی خواہش ہی پوری کرنے کا ارادہ نہ کرے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرو جو زیادہ اولاد پیدا کرنے والی ہو، محبت کرنے والی ہو، اس لئے کہ یقیناً میں دوسری امتوں پر اپنی امت کی زیادتی سے فخر کروں گا۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے معقل بن یسار سے روایت کیا ہے) (جاری ہے)

[1] تفسیر مظہری، جلد ۱، صفحہ ۲۰۲، مطبوعہ مجلس اشاعت العلوم حیدر آباد دکن۔

# شہہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مشاہیر کی نظر میں

پرنسپل (ریٹائرڈ) الحاج صوفی مشتاق احمد صدیقی

منشی عبدالقادر اعجاز ذوق و شوق کے عالم میں کہتے ہیں

میں وہ بیمارِ رسولِ عربی ہوں اعجاز | کہ سنبھل جاتا ہوں نامِ شہہ والا لے کر

ایک دوسرے عاشق رسول شیخ منیر فائق یوں مدح سرا ہیں

زمانے میں حسیں لاکھوں ہیں یوں تو اے شہہ خوباں!
کوئی تجھ سا حسیں اللہ اکبر! ہو نہیں سکتا

ایسے حسین و جمیل اور نادر روزگار شہکار کی مدح سرائی کا حق تو فقط وہی ادا کر سکتا ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ظاہری اور باطنی اوصاف و کمالات کی عظمت و تقدس کو احاطہ فہم و ادراک میں سمونے کا ہنر جانتا ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ دنیا میں کوئی ایسی ہستی ہو گی جو اس معیار پر پوری اتر سکے بجز خداوند عزوجل جو خالق کائنات بھی ہے اور علیم و خبیر بھی، آیئے دیکھتے ہیں کہ خالقِ انس و جاں، علاّم الغیوب اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ذاتِ تقدس مآب کی تعریف پارہ ۶ سورہ نساء کی آیت ۱۷۴ میں یوں فرماتے ہیں

یاایھا الناس قد جآء کم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبینا

**ترجمہ**: اے لوگو (غور سے سنو) تمہارے پاس پروردگارِ عالم کی طرف سے ایک واضح دلیل آئی ہے اور ہم نے (اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) آپ کی طرف روشن نور اتارا ہے۔

ربِ کائنات نے حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ذات گرامی مرتبت کو ایک واضح دلیل کے نام سے موسوم کیا ہے یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا ہر پہلو ایک روشن دلیل ہے، ایک مبرہن حجت ہے۔ اس کی وضاحت یوں کی جا سکتی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی گفتار و کردار یعنی نشست و برخاست، عبادات اور معاملات، معاشرتی تعلقات، سفر و حضر، جنگ و صلح کا ہر ہر لمحہ، مکارم اخلاق اور خلق عظیم کی ہر جہت اتنی ارفع و اعلیٰ اور بے مثل و بے مثال تھی کہ کسی معجزے سے کم نہ تھی۔ اسی لئے

آپ کے بدترین سے بدترین دشمن بھی آپ کی امانت ، دیانت ، صداقت ، پاکیزگی، راستبازی ، ضبطِ نفس ، غربا اور مساکین کے ساتھ ہمدردی کے دل و جان سے مداح تھے۔

اس کے بعد ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"اے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے آپ کی طرف ایک جگمگاتا ہوا نور (قرآن پاک) اتار کہ جس کی تابانی سے آپ نے دنیا سے کفر و شرک اور گناہ و معصیت کی تاریکی کو دور کر کے تسلیم و رضا اور ایمان و ایقان کی شمع فروزاں کی۔"

عربی زبان کے متقدمین شعراء کرام میں سے ایک نابغہ روزگار علامہ ابن حجر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں یوں گلدستہ عقیدت پیش کرتے ہیں

قضيت هوي بهجرك يا حبيبي | و عاملت الاحبه بالاداء

ترجمہ: اے میرے حبیب! اے پیارے! میں نے تیری محبت میں فراق کا زمانہ گذار دیا اور دوستوں کے ساتھ مدارات کا معاملہ رکھا۔

بقربك لي المسرة في صباحي | و بعدك لي المساءة في مسائي

ترجمہ: تیرے قرب میں ہر صبح میرے لئے ایک سامانِ مسرت ہے۔ تیرے فراق میں ہر شام میرے لئے شام بلا ہے۔

منازل طيبة الفيحاء عرفاً | منازه طيبة و ملاذنائي

ترجمہ: طیبہ کے وسیع مقامات جہاں سے خوشبوئیں پھیلتی ہیں پاکیزگی کی پناہگاہیں ہیں اور ہر بچھڑے مسافر کے لئے ٹھکانا ہیں۔

و ان قنطت من العصيان نفس | جناب محمد باب الرجاء

ترجمہ: اگر کوئی شخص کثرت عصیان کی وجہ سے اپنی بخشش سے نا امید ہو گیا ہو تو حضور رسالت مآب کا باب کرم اس کے لئے باب امید ہے۔

نبي خص بالتقديم قدما | و اُدم بعد في طين و ماء

ترجمہ: وہ پیغمبر جو متقدم ہونے کی حیثیت سے سب سے ممتاز ہیں اور آپ کو اس وقت نبی بنایا گیا جبکہ آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔

كريم بالحياء من راحتيه | يجود و في الحياء بالحياء

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے سخی ہیں کہ آپ کے دونوں ہاتھوں بخشش و عطا کا مینہ برس رہا ہے درآنحالیکہ کہ چہرہ انور پر حیا و شرم نمایاں رہتی ہے یعنی سخاوت کر کے آپ کے اندر نعوذ باللہ کبر پیدا نہیں ہوتا بلکہ جس طرح لینے والی نگاہیں شرم سے جھکی رہتی ہیں اسی طرح بخشش فرما کر حیاء آپ کے چہرہ انور سے ظاہر ہوتی ہے۔

نبي الله يا خير البرايا بجاهك اتقي فصل القضاء

ترجمہ: اے اللہ جل جلالہ کے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اے سب سے برگزیدہ انسان! آپ کی ذاتِ تقدس مآب کے صدقے میں حشر کے دن کی رسوائی سے پناہ مانگتا ہوں۔

لنعلك و هو راس في السخاء | فكعب الجود لا يرضىٰ فداء

ترجمہ: کعب بن مامن جو سخاوت میں بہت مشہور ہے وہ میرے نزدیک آپ کی جوتیوں پر قربان کئے جانے کے لائق بھی نہیں ہے حالانکہ اس کا شمار سخیوں کے سرداروں میں تھا۔

و ان اقنط فحمدك لي رجائي | فان احزن فمدحك لي سروري

ترجمہ: میں جس وقت غمگین ہوتا ہوں تو آپ کی مدح سامان مسرت بہم پہنچاتی ہے اور اگر کبھی مایوسی چھاتی ہے تو آپ کی مدح سرائی سے آسرا ملتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات تقدس مآب کی عظمت و شان کا ذکر کرتے ہوئے حافظ محمد ثانی "تجلیاتِ سیرت" کے مقدمہ میں یوں رقم طراز ہیں

رفعت شاں ورفعنا لك ذكرك دیکھے | چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے

سید الرسل، خیر البشر، سید عرب و عجم خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت و سیرتِ عظمیٰ ازل سے ابد تک زمان و مکان پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہر شے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بے کراں جلال و جمال کی گرفت میں ہے۔

ذرہ ذرہ کائنات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکملیت و جامعیت اور مدحت و رفعت ذکر کا شاہد ہے۔ اور "ورفعنا لك ذكرك" (اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آوازہ ذکر کو بلند کر دیا) کی صدا سے زمین و آسمان گونج رہے ہیں۔ یہ ذکر اتنا بلند ہوا کہ کون و مکان کی ساری رفعتیں اس کے سامنے پست ہو کر رہ گئیں۔ فرش، زمین و عرش بریں سب

باقی صفحہ ۲۷ پر

# غزل

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت سید غلام معین الدین
شاہ صاحب مشتاق گولڑوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ

کیوں پریشاں ہے طبیعت آج کل
کیا کسی سے ہے محبت آج کل

اللہ اللہ کس قدر محبوب ہے
اس کا نقشہ، اس کی صورت آج کل

دل میں حسرت ہے کہ پھر دیکھوں اُسے
دل پہ ہے جس کی حکومت آج کل

سامنے اس کے نہ لینا میرا نام
دل میں رکھتا ہے کدورت آج کل

دل لگانے کا یہی انجام ہے
ہے مصیبت پر مصیبت آج کل

رازِ الفت اب بھلا کیسے چھپے
ہے عیاں سب پر حقیقت آج کل

رنگ تو اچھے ہیں سب / دل کو مگر
بھا گئی ہے کالی رنگت آج کل

کیا ابھی باقی ہیں کچھ جور و ستم
اس قدر کیوں ہے عنایت آج کل

اب دلِ مشتاق کا حافظ خدا
لے گیا اک بے مروت آج کل

# اقبال بحضورِ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سید محمد انور شاہ قادری

حکیم الامت، شاعر مشرق، علامہ محمد اقبال رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے امام الانبیاء، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں متعدد مقامات پر ہدیۂ نعت پیش کیا ہے۔ اس کا مطالعہ کرنے سے پہلے اگر نعت کی تعریف، اسلامی ادب میں اس کے استعمال کا آغاز اور نعتیہ شاعری کی اقسام پر ایک سرسری نظر ڈال لی جائے اور پھر پس منظر میں جب قاری کلام اقبال کا جائزہ لے گا تو اس کی حقیقت، اہمیت اور عظمت کے ساتھ ساتھ امام الانبیاء علیہ السلام کے حضور اقبال کی والہانہ عقیدت سے بھی کماحقہ آگاہی حاصل کر سکے گا۔

## نعت کی تعریف:

نعت کے لغوی معنی تعریف بیان کرنے کے ہیں [۱]۔ لیکن اصطلاح ادب میں اس سے مراد وہ منظوم کلام ہے جس میں آقائے نامدار حضرت احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان کی گئی ہو۔ یعنی لفظ نعت اسلامی ادب میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کے ساتھ مخصوص ہے۔

## پہلی مرتبہ لفظ "نعت" کا استعمال:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کے لئے نعت کا لفظ سب سے پہلے باب العلم، حیدر کرار، امام الاولیاء، امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے استعمال فرمایا۔ حضرت امام ابو عیسیٰ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب "ترمذی شریف" میں جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ایک طویل حدیث حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک کے بیان میں نقل فرمائی ہے۔ اس میں ارشاد ہے

من راہ بدیھۃ ھابہ و من خالطہ معرفۃ احبہ یقول ناعتہ لم ار قبلہ و لا بعدہ مثلہ [۲]

---

[۱]: عبدالحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، مقبول اکیڈمی لاہور، صفحہ ۸۸۷۔

[۲]: امام ابو عیسیٰ ترمذی، ابواب المناقب، حدیث نمبر ۱۵۲۔

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اچانک دیکھنے والا مرعوب ہو جاتا ہے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میل جول رکھنے والا مانوس ہو کر محبت کرنے لگتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کہنے والا یہی کہتا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور بعد میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر نعتیہ مضامین موجود ہیں، احادیث مبارکہ کے دفتر کے دفتر نعت سے بھرے پڑے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سرور عالم و عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ہدیہ نعت پیش کرنے کا جو سلسلہ شروع فرمایا تھا الحمد للہ وہ آج تک قائم و دائم ہے اور دنیا کی ہر زبان میں نعتیہ کلام موجود ہے۔ عربی، فارسی اور اردو زبان کو تو خاص امتیاز حاصل ہے اور اردو زبان کا تو یہ حال ہے کہ اکثر غیر مسلموں نے بھی خواجہ بطحا کے حضور اس زبان میں گلہائے عقیدت پیش کئے ہیں۔

## نعت گو شعراء کی اقسام:

اسلامی ادب کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً ہر شاعر کے ہاں حمد و نعت کے مضامین لازماً ملتے ہیں۔ اس لحاظ سے ہر شاعر نعت گو شعراء کی صف میں شامل ہے البتہ باہم یہ فرق ضرور ہے کہ کسی نے نعت رسماً، تبرکاً اور عقیدتاً کہی ہے اور کسی نے جوش عقیدت کے طور پر اکثر یا مستقلاً نعت لکھی اس طرح نعت گو شعراء کے تین طبقے ہو گئے۔ اس لحاظ سے نعت کی بھی تین اقسام ہو گئیں۔

### (۱) نعت برائے برکت:

یہ پہلے طبقے کے شعراء ہیں جو اپنے دیوان میں عقیدت کے طور پر یا برکت کے حصول کے لئے چند نعتیہ غزلیں یا قصیدے شامل کر دیتے ہیں۔

### (۲) نعت برائے سیرت:

اس گروہ کے شعراء سیرت طیبہ کے محاسن و اوصاف کو موضوع سخن بنا کر طبع آزمائی کرتے ہیں۔

### نعت برائے محبت:

تیسری جماعت سے تعلق رکھنے والے شعراء پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

ی ذات اقدس کے ساتھ والہانہ محبت رکھتے ہیں اور ان کے عشق میں مرنے کو جینا سمجھتے ہیں۔ ۱؎

شاعر مشرق، حکیم الامت حضرت علامہ اقبال جہاں دوسری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں وہاں وہ تیسری جماعت کے شعراء کے بھی امام ہیں۔ اور عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا سرمایہ حیات سمجھتے ہیں۔ مولانا عبدالسلام ندوی اقبال کی نعتیہ شاعری کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"سچ پوچھئے تو نعتیہ شاعری ڈاکٹر صاحب کی پوری شاعری کا خلاصہ ہے جس کی تشریح کے لئے ایک دفتر درکار ہے" ۲؎

اقبال نے جس زمانے میں آنکھ کھولی وہ بڑا پر آشوب دور تھا۔ ایک طرف مسلمان غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور دوسری طرف اعلیٰ تعلیم یافتہ، روشن خیال اور فلسفیانہ مزاج رکھنے والے مسلمان مذہب کا مذاق اڑایا کرتے تھے، دینی عقائد کو خرافات کا مجموعہ اور عبادات کو تضیع اوقات سمجھتے، اپنے اسلاف کے کارناموں سے ناواقف اور اپنی شاندار تاریخ سے نابلد تھے جبکہ ان کے فکری اور ذہنی آقا یعنی مغربی مفکرین و فلاسفر دین اسلام اور خصوصاً پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو ہدف تنقید بنا کر مسلمانوں کو برگشتہ کرنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔

ان حالات میں اپنی رہنمائی کے لئے اقبال کی نظریں مدینے والے آقا کی طرف اٹھیں اور بارگاہ رسالت میں امداد و استعانت کے لئے دست سوال دراز کرتے ہوئے عرض کیا

تو اے مولائے یثرب آپ میری چارہ سازی کر
میری دانش ہے افرنگی، میرا ایماں ہے زناری ۳؎

اے میرے آقا و مولا! میرے نسب کا یہ حال ہے کہ میں ہندو پنڈتوں کے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں جبکہ حسب یعنی میری تعلیم کی تکمیل یورپی دانشکدوں میں ہوئی۔ لہذا میری ایمانی، علمی اور عملی حالت تو بہت دگرگوں ہے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کا سہارا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض ہے کہ حضور خود نظر کرم

---

۱؎ : ڈاکٹر رفیع الدین، اردو نعتیہ شاعری، اردو اکیڈیمی کراچی، ۱۹۷۶ء، صفحہ ۴۲۲۔

۲؎ : عبدالسلام ندوی، اقبال باکمال، تاج بک ڈپو لاہور، صفحہ ۱۸۴۔

۳؎ : محمد اقبال، بال جبریل، شیخ علی اینڈ سنز لاہور، صفحہ ۳۸۔

فرما کر میری رہنمائی اور ہدایت فرمائیں۔ اس شعر کا اشارہ قوم کی طرف بھی ہو سکتا ہے شاعر اپنی قوم کی پستیوں اور کمزوریوں کا ذکر کے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے استعانت و دستگیری کے لئے التماس کر رہا ہے۔

بہر حال چونکہ اقبال نے انتہائی خلوص اور دل کی گہرائیوں سے آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو پکارا تھا اور وہ ایسا دربار ہے جہاں سے کوئی بھی سوالی خالی ہاتھ باہر نہیں آتا، کوئی محتاج محروم نہیں رہتا۔ اقبال کی اس التجا کو بھی بارگاہ رسالت میں شرف قبولیت عطا ہوا اور ان کے قلب میں عشق رسول کی ایسی شمع فروزاں ہوئی جس کے سامنے ظلمت کافور ہو گئی۔ مغرب کی فلسفیانہ موشگافیاں، مصنوعی روشنیاں، علمی و فکری اور صنعتی و مادی ترقی کے دل فریب نظارے انہیں مرعوب نہ کر سکے جس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ میں کیا

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش فرنگ　　سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

اقبال کے اپنے دل و دماغ میں جس طرح عشق رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم جاگزیں ہو چکا تھا وہ چاہتے تھے کہ اسی طرح ہر مسلمان عشق رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے سرشار ہو جائے

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں　|　یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اس شعر کے مفہوم کو فارسی میں یوں ذکر فرمایا

ہر کہ عشقِ مصطفی سامان اوست　|　بحر و بر در گوشہ دامانِ اوست

جس شخص کو عشق مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا سرمایہ مل جائے تو گویا کہ اس کائنات کا خشک و ترسب کچھ اسے حاصل ہو گیا۔

مسلمانوں کو انفرادی طور پر عشق رسول کی دولت کے حصول کی تلقین ان الفاظ میں فرمائی۔

سوزِ صدیق و علی از حق طلب　|　ذرہ عشق نبی از حق طلب

اے مسلمانو! تم بارگاہ الٰہی میں پیارے محبوب صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اور امیر المومنین سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم جیسی عقیدت و محبت اور سوز و تڑپ کے حصول کے لئے دعا کر۔ اگر اللہ تبارک و تعالی نے تمہیں ان کے عشق کا ایک ذرہ بھی بخش دیا تو تمہاری مراد بر آئے گی اور پھر پوری امت مسلمہ کے لئے کامیابی و کامرانی کے لئے عشق رسول کا نسخہ تجویز کرتے ہوئے فرمایا

زانکہ ملت را حیات از عشقِ اوست　　برگ و ساز کائنات از عشقِ اوست

چنانچہ اقبال اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں

جوانوں کو سوزِ جگر بخش دے　　مرا عشق میری نظر بخش دے

اقبال چونکہ خود عشق کی بے پایاں قوت کا مظاہرہ اپنے دل و دماغ میں محسوس کر چکے تھے اس لئے ان کے تمام کلام پر یہ عشقیہ رنگ غالب ہے اور اسی عشق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بال جبریل میں کہتے ہیں

عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بت کدۂ تصورات

ہر انسان کے عقل، دل اور نگاہ کی تربیت عشق کے سایہ عاطفت میں ہونی چاہئے کیونکہ ان کا پہلا ہادی و رہنما عشق ہی ہے اور اگر یہ تینوں قوتیں عشق کے زیر سایہ پروان نہ چڑھی ہوں تو پھر ایسے انسان کا تعلق جس دین اور شریعت کے ساتھ ہو اس کی حیثیت تصورات کے صنم خانہ سے زیادہ نہ ہو گی اور محض تصورات انسان کو عمل کی طرف راغب نہیں کر سکتے اور اسلام صرف نظریاتی ہی نہیں بلکہ عملی دین بھی ہے لہذا اس کے ارکان شریعت کی ادائیگی احسن طریقہ پر تب ہی ممکن ہے جب انسان کے دل میں ہر وقت سرکار رسالتآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت موجزن ہو، عقل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عشق سے خوشہ چینی کرے اور نگاہ بھی اگر اٹھے تو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کرے۔

ایک شاعر نے کیا خوب فرمایا

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار | جب ذرا گردن جھکائی، دیکھ لی

پھر شاعر مشرق عشق کی عظمت یاد دلانے کے لئے چند تاریخی واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

صدقِ خلیل بھی ہے عشق، صبرِ حسین بھی ہے عشق
معرکہ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں اپنے عزیز بیٹے جناب اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کرنے میں جس خلوص کا مظاہرہ کیا اس کے پیچھے عشق ہی کی قوت سرگرم عمل تھی اور حق کی سربلندی کے لئے کربلا کے تپتے ریگزاروں میں نواسہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

جناب سیدنا امام حسین علیہ السلام نے مصائب، مشکلات پریشانیوں اور دکھوں پر جس بے پناہ صبر و استقامت کا ثبوت پیش کیا اس میں بھی عشق کارفرما تھا۔ بدر و حنین اور دیگر غزوات میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے جس بے مثال قربانی اور جانثاری کا مظاہرہ کیا یہ بھی عشق ہی کی مرہون منت ہے۔ اور اب اقبال اس کائنات کی روح اور جان کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں

نکلے تیری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو | آئینہ کائنات کا معنی دیر یاب تو

اگر کائنات کو لفظ قرار دیا جائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ذات اقدس اس کا معنی ہے اور اگر کائنات وجود ہے تو حضور اس کی جان ہیں۔ لیکن حقیقتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم تک پہنچنا اور اس کو سمجھنا بہت ہی مشکل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ظاہر میں تو عبد بھی ہیں لیکن حقیقت میں نور ہیں اور کائنات کا ذرہ ذرہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے فیضان حاصل کرنے کے لئے بے تاب نظر آ رہا ہے۔ اقبال نے اس مفہوم کو ایک دوسرے مقام پر فارسی میں بڑی عمدگی سے "جاوید نامہ" میں یوں بیان کیا ہے

آنکہ از خاکش بروید آرزو | ہر کجا بینی جہان رنگ و بو
یا ہنور اندر تلاش مصطفی است | یا ز نور مصطفی او را بہاست

اس کائنات میں جتنے بھی جہاں ہیں اور ان جہانوں میں جو مخلوق ہے اس مخلوق میں سے ہر چیز عروج و کمال تک پہنچنے کی آرزو مند ہے۔ اور مرتبہ کمال تک پہنچنے کے لئے وہ نور مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محتاج ہے اگر یہ نور اسے میسر ہو جائے تو وہ اپنی قدر و قیمت حاصل کر لیتی ہے بصورت دیگر وہ نور مصطفی کی تلاش میں سرگرداں رہتی ہے۔

اور پھر پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ، تیرے محیط میں حباب

اے میرے آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ تمام کائنات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں وجود میں آئی۔ اگر آپ نہ ہوتے تو نہ لوح ہوتی، نہ قلم ہوتا اور نہ ہی کتاب ہوتی۔ اور یہ آسمان جس کی اونچائی، لمبائی اور چوڑائی ناپی نہیں جا سکتی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و رفعت اور وسعت کے سامنے اس کی حقیقت صرف اتنی ہے جیسے کہ بحرِ بے پایاں میں ایک بلبلہ ہو۔

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب

اس جہاں میں جو ہر طرف ترقی، نشو و نما اور ارتقاء نظر آ رہا ہے تو یہ سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے فروغ پا رہا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بابرکت قدموں نے ریت کے ذروں کو آفتاب کی مانند روشن کر دیا۔ عرب جنہیں معاصر اقوام جاہل اور غلام کہہ کر یاد کرتی تھیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ کیمیا اثر کی بدولت دنیا بھر کے امام اور رہنما بن گئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت نے انہیں پستیوں سے نکال کر اوجِ ثریا پر پہنچا دیا۔

شوکتِ سنجر و سلیم، تیرے جلال کی نمود | فقرِ جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب

اس شعر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دو صفات جلال اور جمال کا ذکر کرتے ہوئے ہر دو صفات کے دو دو نمائندوں کا بیان فرمایا کہ سلطان سنجر اور سلیم کی حکومتوں کا رعب و دبدبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان جلال کا مظہر ہے اور صوفیائے کرام کے دو جلیل القدر بزرگ حضرت جنید بغدادی اور جناب حضرت بایزید بسطامی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے فقر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جمال جلوہ آراء ہے۔

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام | میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب

عبادت کی قبولیت کا دارومدار ایمان پر ہے اور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث ہے

"تم میں سے اس وقت تک کوئی ایک بھی کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے ماں باپ، اولاد اور دنیا کے تمام لوگوں سے بڑھ کر میرے ساتھ محبت نہ کرے"

اس شعر میں اقبال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر عرض کر رہا ہے کہ اے حضور میری نماز میں اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و اطاعت شامل نہ ہو تو اس نماز کے قیام و سجود تو ذات باری تعالیٰ اور میرے درمیان حجابات بن جائیں گے یعنی مجھے اللہ تعالیٰ سے دور کر دیں گے کیونکہ قرب الٰہی تو حضور علیہ السلام کی محبت و اطاعت میں حاصل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے،

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني تحببكم الله (آل عمران ۳ : ۳۱)

ترجمہ: پیارے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی متابعت کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں دوست بنائے گا۔

اب اس شعر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہوں کے فیضان کا ذکر کرتے ہوئے اقبال فرماتے ہیں

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل، غیاب و جستجو، عشق، حضور و اضطراب

یہاں پر عقل اور عشق دونوں کی کیفیات کا ذکر کیا ہے جو کہ آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ عقل کا یہ خاصہ کہ اس میں غیاب و جستجو کا مادہ پایا جاتا ہے یعنی ذات سے دور رہ کر اور کوشش و تلاش کرنا جبکہ عشق کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضور و اضطراب کی کیفیت پائی جاتی ہے یعنی ذات کی قربت اور اس کی طلب، محبوب کو روبرو دیکھنے کی خواہش اور محبوب کی جدائی اور دوری میں بے قراری اور بے چینی کا ازخود پیدا ہو جانا عشق کا تقاضا ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ اگرچہ عشق اور عقل دونوں کی ضرویات مختلف ہیں لیکن اے میرے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کی نگاہ ناز سے دونوں کی آرزو پوری ہو گئی۔ اس میں حضور کی شان عطا کا ذکر ہے یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اتنی قوت و طاقت اور تصرف و اختیار عطا ہوا ہے جس کا احاطہ ناممکن ہے اور دربار رسالت میں جس شخص نے جو بھی سوال کیا وہ پورا ہوا۔ اگر مادی ضرورت تھی تو وہ بھی پوری ہوئی اور روحانی طلب تھی تو اس سے بھی نوازا گیا الغرض اگر یہ دنیا مانگی تو وہ بھی دی گئی اور اگر آخرت کا سوال کیا تو وہ بھی پورا کیا گیا۔ حکیم الامت اپنی قوم کو ذلت و رسوائی اور غیروں کی محکومی سے نکلنے کا نسخہ تجویز کرتے ہوئے فرماتے ہیں

عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر ہو جائیں
کہ بر فتراک صاحب دولتے بستم سر خود را

اگر ہم (مسلمان) صاحب دولت (آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی غلامی اختیار کر لیں اور اپنا سر نیاز ان کی بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں خلوص کے ساتھ جھکا دیں اور اسوہ حسنہ کے عین مطابق زندگی گزارنا اپنا شعار بنا لیں تو نہ صرف اقوام عالم پر ہی

ہماری حکومت قائم ہو سکتی ہے بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ ہمارا تابع فرمان ہو سکتا ہے اور یہ کوئی تعجب خیز یا ناممکن بات نہیں بلکہ ایک اٹل حقیقت ہے اور اقبال کے اس شعر کی تفسیر تاریخ اسلام کے مطالعہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے ۔ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کی بدولت وہ مقام نصیب ہوا کہ مسجد نبوی میں بیٹھ کر ہزاروں میل کے فاصلے پر میدان جنگ کا نقشہ ملاحظہ فرماتے اور مجاہدین کو ہدایات دیتے اور آپ ہی کے حکم سے دریائے نیل کا پانی جاری ہو گیا جو اب تک جاری ہے اور اب اقبال پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان ہدایت کا ذکر کرتے ہوئے "بال جبریل" میں فرماتے ہیں

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

اے مسلمانو! میں تمہیں جس ہستی کی اطاعت و غلامی اختیار کرنے کی دعوت دے رہا ہوں وہ اس سیدھے راستے سے آگاہ ہیں جو ذات باری تعالیٰ تک پہنچتا ہے ۔ سلسلہ رسالت و نبوت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو چکا ہے اور تمام کائنات کے آقا و مولیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں ۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اتنی ارفع و اعلیٰ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک کی برکت سے مٹی کے ذروں کو بھی عروج حاصل ہو گیا یعنی اگر کوئی ناقص و ادنیٰ انسان بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی اختیار کر لے تو وہ کامل بن کر اعلیٰ مقام پر فائز ہو جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے اس کا محبوب بندہ بن جاتا ہے ۔ "بال جبریل" میں فرماتے ہیں

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یسیں، وہی طٰہٰ

اس شعر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے انتہائی عشق و محبت کا اظہار ہو رہا ہے ۔ حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار حضرات ہی اس شعر سے کماحقہ حظ حاصل کر سکتے ہیں ۔ اقبال فرماتے ہیں کہ اگر عشق و محبت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو کائنات کے ابتداء میں بھی حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کا نور جلوہ آرائی فرما رہا ہے اور انتہاء پر نظر دوڑائی جائے تو اس وقت بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذات بابرکات جلوہ نمائی فرما رہی ہے ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جو دو

خصوصیات یہاں بیان فرمائی گئی ہیں وہ احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہیں کیونکہ مشہور حدیث شریف جو کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے روایت کی گئی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا"۔ اور قرآن حکیم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا

اور اسی شعر کے دوسرے مصرعہ میں آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن، فرقان اور یسین وطٰہٰ کہا گیا ہے۔ یسین اور طٰہٰ قران حکیم میں دو سورتیں ہیں اور یہ دونوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے القاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یسین اور طٰہٰ کہہ کر یاد فرمایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو قرآن ان معنوں میں کہا گیا ہے قرآن کریم کے احکام کی عملی تفسیر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے سامنے پیش فرمائی لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجسم قرآن ہوئے اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دفعہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حسنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کان خلقہ القران (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق قرآن تھے) یعنی جن اوصاف و عادات، محاسن اور مکارم اخلاق کا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے۔ پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سے کمال درجہ متصف تھے۔ اسی طرح آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حق اور باطل میں امتیاز پیدا فرمایا۔ اسلئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرقان بھی ہیں۔ اقبال آخری شعر میں کہتے ہیں

سنائی کے ادب سے میں نے غواصی نہ کی ورنہ
ابھی اس بحر میں باقی ہیں لاکھوں لولوئے لالا

حضرت حکیم سنائی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ (۴۳۷ھ ـــ ۵۳۵ھ) فارسی کے ایک ممتاز صوفی نعت گو شاعر گذرے ہیں۔ انہوں نے اپنی تصانیف میں نعتیہ کلام کے مضامین مستقل عنوانات کے تحت بیان کئے ہیں۔ اقبال کہتے ہیں کہ حکیم سنائی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے اگرچہ نعت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بہت کچھ تحریر کیا لیکن حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سمندر اتنا گہرا ہے کہ اگر کوشش کی جائے تو ابھی عظمت رسالت کے لاکھوں موتی اس بحر بے پایاں سے نکالے جا سکتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ البتہ حکیم سنائی صاحب رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے ادب واحترام کی وجہ سے میں قلم کو یہیں روکتا ہوں۔

# یا ساریۃ الجبل کی تحقیق

مجاہد اہلسنت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی

غیر مقلد وہابی ترجمان "شہادت" نے اپنی جون ۱۹۹۹ء کی اشاعت میں صفحہ ۳۲ پر لکھا ہے۔
"یا ساریۃ الجبل والی روایت صحیح نہیں ------ یہ واقعہ اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف اور ناقابل اعتماد ہے"

اہلحدیث کہلانا اور اپنے عقیدہ و مسلک کے خلاف احادیث کو ضعیف بتا کر ناقابل اعتماد ٹھہرانا ان لوگوں کا پرانا مرض ہے۔ ایک فرقہ وہ ہے کہ تمام احادیث کو ناقابل اعتماد ٹھہراتا ہے یعنی منکرین احادیث چکڑالوی، پرویزی فرقہ اور ایک فرقہ یہ ہے کہ احادیث شریفہ کے ایک ذخیرہ کو ضعیف و ناقابل اعتماد ٹھہرا کر پرویزیوں چکڑالویوں کی ہمنوائی کرتا ہے۔ احادیث کو ضعیف ٹھہرانا عوام الناس کو گمراہ کرنے کا ایک پرفریب ہتھکنڈا ہے۔

وہابی مضمون نگار نے لکھنے کو تو لکھ مارا کہ "یہ روایت صحیح نہیں...... ضعیف اور ناقابل اعتماد ہے" مگر بحوالہ کتب یہ نہیں بتایا کہ حدیث صحیح کے بعد ایک دم ضعیف کا درجہ کیا ہے؟ وجہ ضعف کیا ہے؟ بحوالہ کتب یہ ثابت کرنا کہ کیا اسناد کے ضعف سے متن حدیث کا ضعف لازم و ضروری ہے؟ جہالت زدہ مضمون نگار کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ایک حدیث ایک سند کے اعتبار سے ضعیف ہوتی، دوسری سند کے اعتبار سے حسن بھی ہو سکتی اور تیسری سند کے اعتبار سے صحیح بھی ہو سکتی ہے اور اگر یہ حدیث اپنی جملہ اسناد کے اعتبار سے ضعیف ہے تو ثبوت دیا جائے اور حوالہ جات نقل کئے جائیں۔ امام ترمذی ایک حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔ ھذا الحدیث حسن صحیح غریب یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی ہے اور غریب بھی ہے اور پھر غیر مقلد وہابی مضمون نگار کو یہ بھی ثابت کرنا چاہیے کہ ضعیف احادیث فضائل و اعمال میں بھی ناقابل اعتماد و ناقابل استدلال ہیں؟ معلوم ہوتا ہے مضمون نگار احادیث و روایات و اسناد کے ابتدائی اور بنیادی قواعد سے بھی واقف نہیں۔ علماء کاملین کے عمل سے ضعیف حدیث حسن بن جاتی ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمت فرماتے ہیں ھذا الحدیث غریب ضعیف والعمل علیہ عند اھل العلم یہ حدیث ہے تو

غریب یا ضعیف مگر اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

**ایک چبھتا ہوا سوال:**

جو غیر مقلد وہابی اپنے مدعا و مسلک کے خلاف احادیث مبارکہ کو بے دریغ ضعیف قرار دیتے ہیں وہ بتائیں یہ کہنا کہ فلاں حدیث صحیح ہے، فلاں حدیث حسن ہے، فلاں حدیث ضعیف ہے یا غریب ہے، یہ کیا ہے؟ وہ یہی کہیں گے کہ فلاں امام نے، فلاں محدث نے لکھا ہے کہ فلاں حدیث صحیح ہے، فلاں حسن ہے، فلاں حدیث ضعیف ہے، تو کیا یہ ائمہ احادیث اور محدثین کرام کی تقلید نہیں؟ ایک طرف تو غیر مقلدین امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ، سیدنا امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل قدست اسرارھم کی تقلید سے گھبراتے اور شرک تک قرار دیتے ہیں اور تقلید ائمہ کو احادیث سے معارض و متصادم قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف اپنے مطلب کے لئے احادیث کو ضعیف کہنے کے لئے ائمہ احادیث اور محدثین کرام کا سہارا لیتے ہیں، کیا یہ حدیث کو ضعیف وغیرہ کہنا ائمہ احادیث اور محدثین کرام کی تقلید نہیں۔ نیز بحوالہ کتب معتبرہ یہ بھی بتایا جائے کہ کیا جعلی، جھوٹی، فرضی گھڑی ہوئی بناوٹی حدیث کو ضعیف حدیث کہتے ہیں؟ اور پھر غیر مقلد مضمون نگار کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ضعف کے وجوہات اور اسباب میں بھی ائمہ حدیث کا اختلاف ہے۔ ایک امام کے نزدیک راوی کا ایک فعل ضعف کا سبب ہے، برائی ہے اور دوسرے امام کے نزدیک راوی کا وہ فعل برائی اور ضعف کا سبب نہیں۔

روایت یاساریۃ الجبل کو ہم بہت سے محدثین و ائمہ حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں مگر اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اکابر غیر مقلدین سے ایک مستند حوالہ پیش خدمت ہے:

غیر مقلدین کے سرتاج نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں

"عمرو بن الحرص کہتے ہیں عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) دن جمعہ کے خطبہ پڑھ رہے تھے کہ دو تین بار پکار کر یہ کلمہ کہا یاساریۃ الجبل پھر بدستور خطبہ پڑھنے لگے کچھ لوگوں نے اصحاب آنحضرت سے کہا کیا یہ مجنون ہو گئے ہیں کہ خطبہ چھوڑ کر یاساریۃ الجبل کہتے ہیں۔

عبد الرحمان بن عوف نے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے کہا اے امیر المومنین! تم خطبے کے اندر یاساریۃ الجبل کہنے لگے، یہ کیا بات ہے۔ کہا واللہ میں نے جب ساریہ اور اس کے اصحاب کو دیکھا کہ پاس پہاڑ کے ہیں اور دشمن ان کے سامنے اور پیچھے ہے تو مجھ سے نہ رہا گیا، میں نے

پکار کر کہا کہ اے ساریہ! پہاڑ پر چڑھ جا (اور اپنی حفاظت کر) (الریاض النضرہ)۔ میں (بھوپالی) کہتا ہوں قصہ ساریہ کو بیہقی اور ابو نعیم نے "دلائل النبوت" میں اور لالکائی نے "شرح السنۃ" میں اور دیر عاقولی نے "فوائد" میں اور ابن العرابی نے "کرامات الاولیاء" میں اور خطیب نے رواۃ مالک عن نافع میں ابن عمر سے روایت کیا اور الفاظ کا کچھ فرق ہے۔ حافظ ابن حجر نے "اصابہ" میں کہا ہے اسنادہ حسن۔ یہ نہاوند زمین عجم میں ہے اور ابن مردویہ نے اس کرامت کو طریق میمون بن مہران سے عن ابن عمر روایت کیا ہے۔ اور نزدیک ابو نعیم کے "دلائل نبوت" میں عمرو بن الحرص سے مروی ہے (ملخصاً) (کتاب تکریم المومنین)

تعجب اور حیرت ہے کہ جس واقعے اور جس روایت کو پیشوائے غیر مقلدین نے بکثرت حوالہ جات اور جلیل القدر محدثین سے نقل کیا وہابیہ کے ہاں وہ روایت ضعیف و ناقابل اعتبار ہے اور مذکورہ بالا جلیل القدر اکابر و مشاہیر کو چھوڑ کر مجہول مضمون نگار محمد بن عجلان بعض مابعد کی کتب کے مصنفین کی مبہم عبارات کا سہارا لے کے ان کا مقلد بن کر محض عن سے روایت کی بنیاد پر اس مہتمم بالشان، مجمع علیہ روایت کو ضعیف اور ناقابل اعتبار قرار دے کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کی عظیم الشان کرامت کا انکار کر رہا ہے۔

مذکورہ بالا کتب میں واضح طور پر غیر مبہم انداز میں قطعی وثوق و اعتماد کے ساتھ اس روایت کو بیان کیا اور ضعیف و ناقابل اعتماد قرار نہیں دیا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بعد کے ان حضرات تک ممکن ہے یہ روایت ضعیف ہو کر پہنچی ہو مگر بعد کا ضعف ہمارے موقف کے لئے سد راہ نہیں ہو سکتا۔

**تائید قرآنی:**

آصف بن برخیا نے چشم زدن میں آناً فاناً تخت بلقیس لا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ قرآن عظیم میں ہے۔

**غیر مقلد وہابی ترجمہ:**

سلیمان (علیہ السلام) نے کہا اے سردارو! تم میں سے کون اس (ملکہ بلقیس) کا تخت میرے پاس لا سکتا ہے پہلے اس سے کہ وہ لوگ میرے پاس تابعدار ہو کر آئیں۔ جنوں میں سے ایک شوریدہ و پست دیو بول اٹھا کہ میں اس کو لا سکتا ہوں پہلے اس سے کہ حضور اپنے اس مقام سے اٹھیں اور میں اس کام پر قدرت رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں۔

ایک شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ حضور کی آنکھ جھپکنے سے پہلے میں اس کو حضور کے سامنے لا سکتا ہوں ۔ پس جب اس (سلیمان) نے اپنے سامنے اس کو موجود دیکھا تو کہا یہ میرے پروردگار کا فضل ہے " (تفسیر ثنائی جلد دوم سورہ نمل صفحہ ۴۱۱ - ۴۱۲)

کیا اب بھی کوئی وہابی غیر مقلدانہ ذہنیت سے آیت مبارکہ کے ضعیف اور ناقابل اعتماد ہونے کی رٹ لگائے گا ؟ آصف بن برخیا حضرت سلیمان علیہ السلام کا صحابی ، ولی اور وزیر ہے ، وہ سینکڑوں میل کی طویل مسافت سے تخت بلقیس ساتھ محلوں کے تالوں میں دیکھ سکتے ہیں ، چشم زدن میں لا سکتے ہیں تو کیا امام الانبیاء سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی اور وزیر سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہُ اپنی مبارک آواز نہاوند (ایران) تک نہیں پہنچا سکتے۔ الحمدللہ یاساریة الجبل کی روایت قرآن عظیم سے ہم آہنگ ہونے کے اعتبار سے بھی قابل قبول اور قابل اعتبار قرار پائی ہے اور اس سے محبوبان خدا کا طویل مسافت سے دیکھنا ، پکارنا اور امداد فرمانا ثابت ہو گیا ہے ۔ (بشکریہ ماہنامہ "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ ماہ جمادی الاولی ۱۴۲۰ھ)

---

## بقیہ : شہہ لولاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

اس کے ذکر سے معمور ہیں ۔ مقام محمود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام ہے ۔ قرآن کہتا ہے عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا (عجب کیا ہے آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود میں جگہ دے)

حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علو مرتبت، رفعت و عظمت شان کو جامع اور دلفریب انداز میں سپرد قلم کیا ہے، اسے پڑھ کر قلب و نظر کو فرحت اور استقامت نصیب ہوتی ہے ۔

"یہ آواز اس وقت دنیا کے سامنے بلند ہوئی تھی جب اسلام کے خلاف دولت ، امارت و حکومت کی ساری قوتوں کا ایکا تھا ، جب اسلام محدود تھا ، تنگدستوں اور بیکسوں ، ضعیفوں اور شکستہ حالوں کی ایک مختصر سی جماعت میں ، جب اللہ کا نام زبان پر لانے کا انعام ملتا تھا گالیوں اور ذلتوں تازیانوں اور عقوبتوں سے ، مگر دیکھنے والوں نے دیکھ لیا کہ چند ہی روز میں کیسی کایا پلٹی تھی، قریش کے زور آور سردار خاک میں مل گئے ، ان کے حلیف اور حمایتی مٹ کر رہ گئے۔

(جاری ہے)

# استفتاء

## (چلتی سواری میں نماز کی ادائیگی)

مفتی خلیل الرحمان قادری گلوزوی
مہتمم دار العلوم شیر ربانی حاجی آباد شکر پور روڈ پشاور

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ کیا چلتی ریل گاڑی، موٹر کار یا ہوائی جہاز وغیرہ جیسی سواریوں میں دوران سفر نماز ادا کی جائے گی یا نہیں۔ عام طور پر چلتی ہوئی سواری میں قبلے کی سمت کا تعین نہیں کیا جا سکتا تو کیا ایسی صورت میں نماز ادا کرنے کا حکم ہے یا نہیں؟

برائے مہربانی مسئلہ مذکورہ کی وضاحت شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں مفصل طور پر ارقام فرما کر عند اللہ ماجور ہوں بینوا توجروا۔

المستفتي: سید محمد یاسر بخاری قادری گلبہار نمبر ا پشاور شہر۔

## الجواب

واضح ہو کہ سواری پر نماز یا پیدل چلتے ہوئے نماز پڑھنے کا حکم قرآن کریم میں موجود ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے

حافظوا اعلي الصلوٰت والصلوٰة الوسطي و قوموا لله قانتين فان خفتم فرجلاا و ركبانا (الايه بقره ۲)

ترجمہ: پابندی کرو سب نمازوں کی اور خصوصاً درمیانی نماز کی اور کھڑے رہا کرو اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کرتے ہوئے پھر اگر تم کو ڈر ہو دشمن وغیرہ کا تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے (تفسیر ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ۱۶۵)

اس آیت شریف کے حاشیہ نمبر ۳۱۲ میں ہے "یہ آیت نماز کی انتہائی اہمیت پر

دلالت کرتی ہے کہ یہ عبادت اتنی اہم ہے کہ اس وقت بھی معاف نہیں ہوتی جب تمہیں دشمن کے حملے کا اندیشہ ہو، ہاں اتنی آسانی کر دی گئی ہے کہ پیدل چلتے چلتے یا اپنی سواریوں پر بیٹھے بیٹھے جدھر بھی رخ ہو نماز ادا کرتے جاؤ"

تفسیر خازن میں فان خفتم فرجالاو رکبانا... الآیہ۔ کی تفسیر میں لکھا ہے

المعني ان لم يمكنكم ان تصوا قانتين موفين حقوق الصلوٰة من اتمام الركوع السجود والخضوع والخشوع لخوف عدو او غيره فصلوا مشاة علي ارجلكم او ركبانا علي دوابكم مسقبلة الخوف و غير مستقبليها و هذا

في حال المقاتلة والمسابقة في وقت الحرب انتهٰي

(تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۱٦٦)

ترجمہ: معنی یہ ہے کہ اگر تمہارے لئے یہ ممکن نہ ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے آگے عاجزی کرتے ہوئے نماز کے حقوق ادا کر سکو یعنی رکوع، سجود اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھ سکو، دشمن وغیرہ کے خوف کی وجہ سے تو پھر نماز پڑھو پیادہ چلتے ہوئے اور سوار، رخ قبلہ کی طرف ہو چاہے دوسری طرف ہو اور یہ حکم ہے لڑائی کے دوران میں یا جبکہ لڑائی کے دوران چلتے پھرتے ہو۔

وضاحت: اس عبارت سے معلوم ہوا کہ دورانِ جنگ جبکہ کوئی بھی مسلمان کسی بھی جگہ میں اطمینان سے کھڑا ہو کر نماز پرسکون طریقے سے ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو رب ذوالجلال نے اس حالت جنگ میں نماز پڑھنے کے لئے یہ آسانی فرما دی۔

اسی طرح تفسیر روح البیان )فان خفتم... الآیہ ص کے ذیل میں درج ہے۔

اي ان كان بكم خوف من عدو او غيره

ترجمہ: اگر تمہیں دشمن وغیرہ کا خوف لاحق ہو تو جیسے بن پڑے نماز ادا کر لو (روح البیان جلد اول صفحہ ۳۷۳)

تفاسیر کے ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ اگر کافروں کے ساتھ لڑنے کے دوران نماز کا وقت ہو گیا اور بوجہ خوف دشمن ایک جگہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا ممکن نہ ہو تو مذکورہ بالا طریقے پر نماز ادا کرنے کی تمہیں اجازت ہے مگر نماز کو موخر کرنے کی اجازت نہیں۔ اس سے

نماز کی اہمیت اور مرتبہ کی اچھی طرح وضاحت ہو گئی۔ افسوس ہے ان مسلمانوں کی حالت پر جو ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں بھی نماز کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ۔۔۔فیا حسرتا۔

کافروں کے ساتھ لڑائی کے دوران نماز پڑھنے کی ایک صورت اور بھی ہے اور وہ یہ کہ اگر خوف دشمن شدید نہ ہو تو پھر امام مسلمانوں کو دو گروہوں میں تقسیم کر دے اگر سفری نماز ہے تو امام پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت اور اگر حضری نماز ہے تو دو رکعت ادا کر لے پھر وہ گروہ دشمن کے مقابلے میں چلا جائے اور وہ دوسرا گروہ آ جائے جس نے نماز نہیں پڑھی، اقتداء کر کے امام کے ساتھ نماز پڑھ لے۔ اسی طرح دونوں گروہ نماز کو پورا کریں۔ عام کتب فقہ میں طریقہ مذکور ہے اور اصل اس کی قرآن کریم میں یہ آیت شریف ہے

و اذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃ فلتقم طائفۃ منھم معک و لیا خذوا اسلحتیھم..(الایہ النساء ۵)

ترجمہ: اور اے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جب آپ ان میں موجود ہوں اور قائم کریں آپ ان کے لئے نماز تو چاہئے کہ کھڑا ہو ایک گروہ ان سے آپ کے ساتھ اور وہ پکڑ رکھیں اپنے ہتھیار پس جب سجدہ کر چکیں تو وہ ہو جائیں تمہارے پیچھے اور آ جائے دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی پس وہ نماز پڑھیں آپ کے ساتھ ۔۔۔ الی آخرہ (تفسیر ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ۳۸۳)

پہلی صورت کے بارے میں ھدایہ میں ہے

فان اشتد الخوف صلوا رکبانا فرادي یُومون بالرکوع والسجود الي اي جھۃ شاء... الي آخرہ۔

ترجمہ: اگر خوف شدید تر ہو جائے تو نماز پڑھیں گے سواری کی حالت مں تنہا الگ الگ رکوع اور سجود اشارہ سے ادا کریں گے جس طرف کو بھی رخ ہو۔

دوسری صورت کے بارے میں

اذا اشتد الخوف جعل الامام الناس طائفتین طائفۃ علي وجھا العدو طائفۃ خلف فیصلي بھذہ الطائفۃ رکعۃ الي آخرہ ھدیہ جلد اول صفحہ ۱۵۷

ترجمہ: اگر دشمن کا خوف زیادہ ہو تو امام لوگوں کو دو گروہوں میں تقسیم کر دے۔ ایک گروہ

دشمن کے مقابلے میں رہے اور ایک گروہ امام کے پیچھے اقتداء کرے تو امام اس گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے پھر یہ گروہ چلا جائے اور وہ دوسرا گروہ آ جائے اسی طرح دونوں گروہ نماز کو پورا کریں۔

**تنبیہہ :** مندرجہ بالا مسئلہ کی وضاحت اس لئے ضروری تھی کہ ہمارا واسطہ ایک ایسے عیار، مکار کافر دشمن سے پڑا ہے جو آئے دن ہماری تباہی کے منصوبے بناتا رہتا ہے اور ہمارے مسلمان مجاہدین بھائیوں کو ہر وقت اس کے ساتھ سرحدات پر حالت جنگ میں رہنا پڑتا ہے اور بعض اوقات حالات نہایت سنگین ہو جاتے ہیں تو ضروری تھا کہ ان مجاہدین بھائیوں (عسکر پاکستان) کو بھی اس مسئلہ سے آگہی حاصل ہو تاکہ وہ حالت جنگ میں بھی اس اہم فریضہ اور عبادت الٰہی سے غافل نہ ہوں۔

کسی گاڑی یا سواری پر نماز پڑھنے سے متعلق "بہار شریعت" نے یوں وضاحت کی ہے

**مسئلہ :** گاڑی کا جُوا جانور پر رکھا ہو، گاڑی کھڑی ہو یا چلتی اس کا حکم وہی ہے جو جانور پر نماز پڑھنے کا ہے یعنی فرض و واجب و سنت فجر بلا عذر جائز نہیں اور اگر جُوا جانور پر نہ ہو اور رکی ہوئی تو نماز جائز ہے (بحوالہ در مختار، رد المحتار)

**وضاحت :** یہ حکم اس گاڑی کا ہے جس میں دو پہیئے ہوں، چار پہیئے والی ہو تو صرف جوا جانور پر ہو گا اور گاڑی زمین پر مستقر ہو گی۔ لہذا جب ٹھہری ہوئی ہو اس پر نماز جائز ہو گی جیسے تخت پر۔

**مسئلہ :** گاڑی اور سواری پر نمار پڑھنے کے لئے یہ عذر ہیں:

(۱) مینہ برس رہا ہو۔

(۲) اس قدر کیچڑ ہے کہ اتر کر پڑھے گا تو منہ دھنس جائے گا یا کیچڑ میں سن جائے گا۔ یا جو کپڑا بچھائے گا وہ بالکل لتھڑا جائے گا اور اس صورت میں سواری نہ ہو تو کھڑے کھڑے اشارے سے پڑھے۔

(۳) ساتھی چلے جائیں گے۔

(۴) سواری کا جانور شریر ہے کہ سوار ہونے میں دشواری ہو گی، مددگار کی ضرورت ہو گی اور مددگار موجود نہیں۔

(۵) یا وہ بوڑھا ہے کہ بغیر مددگار کے اتر چڑھ نہ سکے گا اور مددگار موجود نہیں اور یہی حکم عورت

کا ہے۔

(۶) مرض میں زیادتی ہو گی۔

(۷) جان، مال یا عورت کو آبرو کا اندیشہ ہو (در مختار، رد المختار)

چلتی ریل گاڑی پر بھی فرض و واجب و سنت فجر نہیں ہو سکتی اور اس کو جہاز اور کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے کہ کشتی اگر ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی اور ریل گاڑی ایسی نہیں اور کشتی پر بھی اسی وقت نماز جائز ہے جب وہ بیچ دریا میں ہو۔ کنارہ پر ہو اور خشکی پر آ سکتا ہو تو اس پر بھی جائز نہیں ہے۔ لہذا جب اسٹیشن پر گاڑی ٹھہرے اس وقت یہ نمازیں پڑھے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے اعادہ کرلے۔ کہ جہاں من جھة العباد کوئی شرط یا رکن مفقود ہو اس کا یہی حکم ہے (بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۵ — ۱۶)

"نور الایضاح" میں ہے

"فرض نمازیں اور واجب نمازیں مثلاً وتر اور منت مانی ہوئی نمازیں اور وہ نماز جو بطور نفل شروع کی گئی پھر اس کو فاسد کر دیا سواری پر درست نہیں (نور الاصباح شرح نور الایضاح)

اور اسی کتاب میں آگے کشتی کے بارے میں فرماتے ہیں

"اور کشتی میں اشارہ سے نماز بالاتفاق ناجائز ہے (نور الاصباح صفحہ ۱۰۸)

**عرض**: ریل گاڑی میں بینچ پر بیٹھ کر پاؤں لٹکا کر فرض یا وتر پڑھے، نماز ہوئی یا نہیں؟ بعض ایسا کرتے ہیں۔

**ارشاد**: نہیں کہ قیام فرض ہے اور جب تک عجز نہ ہو ساقط نہیں ہو سکتا فرض اور وتر اور صبح کی سنتیں یوں نہ ہو سکیں گی۔ (ملفوظات امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان رحمت اللہ تعالیٰ علیہ صفحہ ۲۵)

اور کشتی کے متعلق حضرت شاہ صاحب رحمت اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

**عرض**: اگر کشتی بیچ دریا میں کھڑی ہو اور کنارے اترنا ممکن ہو لیکن کوئی اترنے نہ دے تو نماز ہو گی یا نہیں؟

**ارشاد**: پڑھ لے جب کنارے پر اترے اعادہ کرلے۔ (ملفوظات حضرت شاہ احمد رضا خان صاحب رحمت اللہ تعالیٰ علیہ صفحہ ۲۴۱)

واللہ اعلم بالصواب